"جو میرے ولی کے ساتھ دُشمنی رکھے تو میں اُس کو اِعلانِ جنگ کرتا ہوں"

(حدیثِ قدسی)

فتنۂ خارجیت

از قلم

رئیس العلماء حضرت علامہ قاضی غلام محمود صاحب ہزاروی مدظلہ العالی

ناشر

ادارہ غوثیہ رضویہ

کرم پارک مصری شاہ لاہور (پاکستان)

Marfat.com

Marfat.com

"جو میرے ولی کے ساتھ دُشمنی رکھے تو مَیں اُس کو اعلانِ جنگ کرتا ہوں"

(حدیثِ قدسی)

فتنۂ خارجیت

از قلم

رئیس العلماء حضرت علامہ قاضی غلام محمود صاحب ہزاروی مدظلہ العالی

ناشر

ادارہ غوثیہ رضویہ

کریم پارک مصری شاہ لاہور (پاکستان)

Marfat.com

کتاب ——— فتنۂ خارجیت

از قلم ——— رئیس العلماء حضرت علامہ قاضی غلام محمود صاحب ہزاروی مدظلہ العالی

کتابت ——— ذاکر حسین باجوہ

مطبع ——— ریاض محمود پرنٹرز

ناشر ——— ادارہ غوثیہ رضویہ

ھدیہ :- اور دعائے خیر بحق معاونین ادارہ ۔ ایصالِ ثواب امام المناظرین حضرت علامہ صوفی محمد اللہ دتا صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۔

نوٹ

بیرونجات کے حضرات دو روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر حاصل کریں

ملنے کا پتہ

ادارہ غوثیہ رضویہ

مکان ۲۰ گلی ۲۲ بی کرم پارک مصری شاہ لاہور
پوسٹ کوڈ نمبر ۵۴۹۰۰

Marfat.com

فہرست

صفحہ	عنوان	نمبر شمار
۲	وہابیہ کے نزدیک اہلِ پاکستان مسلمان نہیں	۱
۴	قرآن فہمی میں دشواریاں اور اس کی مثالیں	۲
۶	لکھوی صاحب کا غلط استدلال	۳
"	لکھوی صاحب کے استدلال کا رد	۴
۸	لکھوی صاحب کا رد تفاسیر کی روشنی میں	۵
۹	لکھوی صاحب کے زعم باطل کا رد	۶
"	لکھوی صاحب کی پیش کردہ آیت کی تفسیر کبیر سے وضاحت	۷
۱۰	قرآن کریم میں غیر اللہ کو پکارنے کی ممانعت کا صحیح مفہوم و مطلب	۸
۱۵	حضرت خضر علیہ السلام کا واقعہ	۹
۱۹	لقب گنج بخش کی حقیقت	۱۰
"	لکھوی صاحب کے اس دھوکے کی حقیقت	۱۱

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ نبیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ المتادبین بآدابہ ٥

اما بعد ! بے شک ہمیں یہ حکم دیا گیا ہے کہ :۔

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا وَّلَا تَفَرَّقُوا [۱]

یعنی اللہ تعالیٰ کی رسی (قرآن حکیم) کو مضبوطی سے تھامو سب کے سب اور فرقوں میں نہ بٹ جاؤ۔"

لیکن قرآن کو سمجھنے کے لیے مطابق تصریح حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کم از کم پندرہ ۱۵ علوم میں مہارت کی ضرورت ہے۔ ورنہ تو مزید گمراہی پھیلنے کا خطرہ ہوگا۔ آج ہر بدمذہب ہر شخص کو قرآن کی طرف بلا رہا ہے کہ آؤ میرا دین قرآن سے ثابت ہے اسی پُر فتن زمانہ کی خبر حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دی تھی اور ایسے دجالوں کا ذکر سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ :۔

يَدْعُونَ اِلٰى كِتٰبِ اللّٰهِ [۱] یعنی وہ گمراہ گروہ ہر ایک کو قرآن کی طرف بلائیں گے۔ رب تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَالَّذِينَ اِذَا ذُكِّرُوا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوا عَلَيْهَا صُمًّا وَّعُمْيَانًا ٥ [۲]

یعنی مسلمان اللہ تعالیٰ کی آیتوں پر گونگے اور اندھے ہو کر نہیں گر پڑتے۔

ان دنوں لاہور سے عزیزم محمد طفیل صاحب مقیم مصری شاہ نے ایک پمفلٹ بنام "داتا کون" ارسال کیا ہے۔ جو کہ حفیظ الرحمٰن لکھوی کا ترتیب دیا ہوا ہے اس کے صفحہ ۳ پر وہ لکھتے ہیں۔

وہابیہ کے نزدیک اہلِ پاکستان مسلمان نہیں

" ویسے تو شرک پاکستان کے چپے چپے پر ہو رہا ہے مگر جسقدر وسیع پیمانے پر پنجاب

---

[۱]:۔ پ ۴ آل عمران ۱۰۳ [۲]:۔ پ ۱۹ الفرقان ۷۳۔

Marfat.com

کے دل لاہور شہر میں ہوتا ہے۔ اس کی کوئی نظیر اور مثال نہیں ملتی حضرت علی ہجویری ؒ (جنہیں لوگ داتا گنج بخش کہتے ہیں) کے مزار کی حیثیت وہی ہے جو مکہ میں ہبل کی تھی۔ ہبل مکہ میں مشرکین کا سب سے بڑا قاضی الحاجات بت تھا۔ مشکلات اور مصائب میں ہبل کی جے پکارتے تھے یا یوں کہہ لیجئے کہ اہل پاکستان کے لیے مرقد ہجویری ؒ اسی طرح قبلہ حاجات ہے جس طرح کہ اہل اسلام کے لیے بیت اللہ شریف۔ پاکستان کا شائد ہی کوئی سربراہ ہو گا جس نے کرسی اقتدار کو مضبوط کرنے کے لیے ہجویری ؒ کے مزار پر جبہہ سائی نہ کی ہو[1]

یہ عبارت آپ کے سامنے ہے جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ پاکستان کا نہ کوئی سربراہ مسلمان تھا اور نہ ہی پاکستان کے عوام مسلمان ہیں۔ اور بالخصوص لاہور میں لکھوی صاحب جیسا شائد ہی کوئی مسلمان ہو۔ باقی سب اہالیان لاہور مشرک ہیں۔ العیاذ باللہ تعالیٰ! خدا کی پناہ ایسے تشدد اور ایسے خیالات سے اَسْتَغْفِرُاللّٰہَ الْعَظِیْم۔

لکھوی صاحب نے اپنے اس پمفلٹ میں قرآن کریم کی متعدد آیات لوگوں کو مشرک اور کافر بنانے کی غرض سے لکھی ہیں۔ لیکن کسی ایک آیت کی بھی تفسیر نقل کرنے کی تکلیف گوارا نہیں کی۔ حالانکہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

"مَنْ فَسَّرَ الْقُرْآنَ بِرَأْیِہٖ فَلْیَتَبَوَّءْ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ" (الحدیث)[2]

یعنی جو کوئی بھی قرآن کریم کی تفسیر اپنی رائے سے کرے تو اُس کو چاہیے کہ وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔

لکھوی صاحب نے بتوں والی آیات مومنوں پر چسپاں کر دی ہیں جو کہ خارجیوں کا طریقہ ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بخاری شریف جلد دوم میں باب باندھا ہے جس کا نام ہے باب الخوارج والملحدین۔ یعنی خارجیوں اور بے دینوں کا باب۔ وہاں حدیث بیان فرمائی۔

وَکَانَ ابْنُ عُمَرَ یَرَاھُمْ شِرَارَ خَلْقِ اللّٰہِ وَقَالَ اِنَّھُمْ

---

[1] :۔ داتا کون صـ ۴-۳ ۔ [2] :۔ بیضاوی شریف۔

اِنْطَلَقُوْا اِلٰی اٰیَاتٍ نَزَلَتْ فِی الْکُفَّارِ فَجَعَلُوْھَا عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ"۔ [1]

ترجمہ :۔ عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان خارجیوں ملحدوں کو اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں بدتر سمجھتے تھے اور فرماتے تھے کہ ان بے دینوں نے اُن آیتوں کو جو کفار کے حق میں نازل ہوئیں مسلمانوں پر چسپاں کر دیا ہے"۔

بالکل یہی طریقہ لکھوی صاحب نے اختیار کیا ہے۔

قرآن فہمی میں دشواریاں

قرآن شریف عربی زبان میں اُترا۔ عربی زبان نہایت ہی گہری زبان ہے۔ اوّلاً تو عربی زبان میں ایک لفظ کے کئی کئی معنیٰ آتے ہیں۔ جیسے لفظ "ولی" کہ اس کے معنیٰ دوست [1]، قریب [2]، مددگار [3]، معبود [4]، ہادی [5]، وارث [6] اور والی کے ہیں۔ اور یہ لفظ ہر معنیٰ میں استعمال ہوا ہے۔ اب اگر ایک مقام کے معنیٰ دوسرے مقام پر جڑ دیئے جائیں تو بہت جگہ کفر لازم آجائے گا۔ پھر ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک ہی لفظ ایک معنیٰ میں مختلف لفظوں کے ساتھ مل کر مختلف مضامین پیدا کرتا ہے۔ مثلاً

شہادت :۔ شہادت کا مطلب "گواہی" ہے۔ اگر "علیٰ" کے ساتھ آئے تو "خلاف گواہی" بتاتا ہے۔ اور اگر "لام" کے ساتھ آئے تو "موافق گواہی" کے معنیٰ دیتا ہے۔

قال۔ اسی طرح لفظ قال کا معنیٰ "کہا" ہے۔ اگر "لام" کے ساتھ آئے تو معنیٰ ہوں گے "اس نے کہا" اگر "فی" کے ساتھ آئے تو معنیٰ ہوں گے۔ "اس کے بارے میں کہا" اور اگر "مِن" کے ساتھ آئے تو معنیٰ ہونگے "اس کی طرف سے کہا"۔

دُعا :۔ ایسے ہی لفظ دُعا اور اُس کے مشتقات ہیں کہ قرآنِ پاک میں اس کے معنیٰ پکارنا، بُلانا مانگنا اور پوجنا ہیں جب مانگنے اور دُعا کرنے کے معنیٰ میں آئے اور "لام" کے ساتھ آئے تو اُس کے معنیٰ ہونگے "اُسے دُعا دی"۔ اور اگر "علیٰ" کے ساتھ آئے تو معنیٰ ہونگے "اُسے بد دُعا دی"۔

اسی طرح عربی میں "لام۔ مِن۔ عَن۔ ب" سب کے معنیٰ "سے" ہیں۔ لیکن ان کے

---

[1] :۔ بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۱۰۲۴۔

Marfat.com

مواقع استعمال علیحدہ ہیں، اگر اس کا فرق نہ کیا جائے تو معنیٰ فاسد ہو جاتے ہیں پھر محاورۂ عرب فصاحت و بلاغت وغیرہ سب کا لحاظ رکھنا ضروری ہے اور ظاہر ہے کہ کامل علم کے بغیر یہ نہیں ہو سکتا۔

اور اگر صرف قرآن کریم کے لفظی ترجمہ پر ہی معاملے کی بنیاد رکھی جائے اور لکھوی صاحب کی طرح تفسیر پیش کرنے اور نقل کرنے کی ضرورت نہ سمجھی جائے تو بہت بڑا افساد لازم آئے گا۔ اس موقع پر اس کی چند مثالیں ذہن میں رکھیں۔

اول :۔ قرآن پاک میں ہے۔ "وَمَکَرُوْا وَمَکَرَ اللّٰہُ ط وَاللّٰہُ خَیْرُ الْمَاکِرِیْنَ ہ"[1]

ترجمہ :۔ کفار نے فریب کیا اور خدا نے فریب کیا، خدا اچھا فریب کرنیوالا ہے (معاذ اللہ)

دوم :۔ ایک اور مقام پر فرمایا یُخٰدِعُوْنَ اللّٰہَ وَھُوَ خَادِعُھُمْ ج[2]

ترجمہ :۔ یہ خدا کو دھوکہ دیتے ہیں اور خدا انہیں دھوکہ دیتا ہے۔

دیکھئے! دھوکہ فریب دہی بمنزلہ (انتہائی) درجے کے عیب ہیں اور اگر قرآن پاک کا لفظی ترجمہ کیا جائے یہ تو گھناؤنے عیب خدا کے لیے ثابت ہو جاتے ہیں۔

سوم :۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاَنَّہٗ تَعٰلٰی جَدُّ رَبِّنَا ہ[3]

ترجمہ :۔ ہمارے رب کا دادا بڑا خاندانی ہے۔ اس آیت سے خدا کا دادا ثابت ہوا۔ (معاذ اللہ)

چہارم :۔ ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "فَتَبٰرَکَ اللّٰہُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِیْنَ ہ ط"[4]

ترجمہ :۔ اللہ برکت والا ہے جو تمام خالقوں سے اچھا ہے۔

معلوم ہوا کہ خالق بہت سے ہیں۔ (معاذ اللہ) غرضیکہ اگر صرف لفظی ترجمہ پر معاملہ رکھا جائے تو پھر بہت بڑی خرابی پیدا ہوتی ہے۔ اس لیے تفسیر کی ضرورت ہے اور جب تفسیر کی طرف رجوع کیا جائے گا تو مذکورہ بالا خرابی لازم نہیں آئے گی۔

---

[1] :۔ پ ۳ آل عمران ۵۴۔ [2] :۔ پ ۵ النسا ۱۴۲۔

[3] :۔ پ ۲۹ الجن ۳۔ [4] :۔ پ ۱۸ المومنون ۱۴۔

Marfat.com

لکھوی صاحب کا غلط استدلال لکھوی صاحب نے سورۂ اعراف کی آیت "قُل لَّآ اَمۡلِكُ لِنَفۡسِىۡ نَفۡعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ"[1] پیش کی ہے۔ اور اس آیت مبارکہ سے یہ اعتراض اخذ کرنے کی کوشش کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کوئی اختیار نہیں اور نہ ہی آپ کے چاہنے سے کچھ ہو سکتا ہے۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ)۔

لکھوی صاحب کے استدلال کا رد اس آیت کریمہ میں حضور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی ذات مقدسہ سے الوہیت کی نفی فرما رہے ہیں کہ میں خدا نہیں کیونکہ خدا وہ ہے۔ جس کی قدرت کامل اور اختیار مستقل ہے۔ جو چاہے کر سکتا ہے، کسی کام میں اسے کوئی روک نہیں سکتا۔ اور نہ ہی اسے کسی کام پر مجبور کیا جا سکتا ہے، اور مجھ میں یہ اختیار کامل اور قوت مستقلہ نہیں پائی جاتی۔ میرے پاس جو کچھ ہے میرے رب کا عطیہ ہے۔ اور میرا سارا اختیار اسی کا عنایت فرمودہ ہے۔ "لا املک" کے کلمات سے اپنے اختیار کامل و مستقل کی نفی فرمائی اور "الا ماشاء اللہ" سے اس غلط فہمی کا ازالہ فرما دیا کہ کوئی نادان یہ نہ سمجھے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نفع و ضرر کا کچھ اختیار ہی نہیں فرمایا، مجھے اختیار ہے۔ اور یہ اختیار اتنا ہی ہے جتنا میرے رب کریم نے مجھے عطا فرمایا ہے۔ اب رہی یہ بات کہ کتنا عطا فرمایا ہے تو انسانی عقل کا کوئی پیمانہ اور کوئی اندازہ اس کا احاطہ نہیں کر سکتا۔ کوئی بنیادی حد قائم نہیں کی جا سکتی۔

اس ایک آیت کریمہ میں ہی غور فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

وَلَسَوۡفَ يُعۡطِيۡكَ رَبُّكَ فَتَرۡضٰى[2]

ترجمہ:۔ (اے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) تیرا رب تجھے اتنا دے گا کہ تو راضی ہو جائیگا۔

---

[1]:۔ پ ۹ الاعراف ۱۸۸۔ ترجمہ "آپ کہیے نہیں مالک ہوں میں اپنے آپ کے لیے نفع کا اور نہ ضرر کا مگر جو چاہے اللہ تعالیٰ"۔

[2]:۔ پ ۳۰ الضحٰی ۵۔

Marfat.com

کیا لطف ہے؟ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی ساری توانائیوں اور قوتوں سے برأت فرماتے ہوئے ہر بات اپنے خالق و مالک کی مرضی اور مشیت کے سپرد کر دی ہے اور اس بندہ نواز نے اپنی مشیت کو اپنے محبوب بندے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رضا و خوشنودی پر منحصر کر دیا۔ اور بتا دیا کہ تجھے دینے والا میں ہوں۔ خود تمہیں دوں گا۔ اور اتنا دوں گا جتنا تو چاہے گا۔ اب اس عالی ظرف آقا کی وسعتِ ظرف کو ملاحظہ فرمائیے کہ جب "ولسوف یعطیک ربک فترضی" کا مژدہ پہنچا تو عرض کی "اے کریم! میں تو اس وقت تک راضی نہیں ہوں گا۔ جب تک میری امت کا آخری فرد بھی جنت میں نہ پہنچ جائے۔

انصاف کرو! کیا آتشِ جہنم سے بچا لینا دفعِ ضرر باذن اللہ نہیں؟ کیا جنت میں پہنچا دینا نفع رسانی باذن اللہ نہیں؟ ہے اور یقیناً ہے۔

اور اگر کوئی کہے کہ اس آیت میں تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اختیارات کی نفی ہی ہوتی ہے۔ اثبات نہیں تو میں اس سے کہوں گا کہ پھر تو کلمہ طیبہ "لا الٰہ" سے ہر الٰہ کی نفی ہو گئی۔ الٰہ حق کا اثبات تو نہ ہوا۔ اور اگر وہ کہے کہ اثبات "الا اللہ" سے ہوا ہے تو بس کہوں گا۔ کہ یوں ہی اس آیت کریمہ میں "لا املك" سے ذاتی اختیارات کی نفی ہوتی ہے۔ اور "الا ما شاء اللہ" سے وہبی اور عطائی اختیارات کا اثبات ہوا ہے۔

لکھوی صاحب نے اپنے مدعا پر دوسری یہ آیت پیش کی ہے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ یَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ ؕ وَاِنْ یَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَیْـًٔا لَّا یَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ؕ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ ۝[1]

ترجمہ:۔ بے شک جن معبودوں کو تم پکارتے ہو، اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر یہ تو مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے۔ اگرچہ وہ سب جمع ہو جائیں اس (معمولی سے) کام کیلئے اور اگر چھین لے ان سے مکھی بھی کوئی چیز تو وہ نہیں چھڑا سکتے۔ اُسے اس مکھی سے (آہ) کتنا بے بس ہے۔ ایسا طالب اور کتنا بے بس ہے۔ ایسا مطلوب۔"

---

[1]:۔ پ ۱۷۔ الحج ۔۷۳

Marfat.com

لکھوی صاحب کا رد تفاسیر کی روشنی میں

طالب سے مُراد اس آیت میں بتوں کے پجاری اور مطلوب سے مُراد بُت ہیں ۔ جیسا کہ تفاسیر میں ہے " الطّالب عابد الصنم و المطلوب الصنم " ١ھ
لہٰذا اس آیت کو اولیاء اللہ اور پھر خود رسُول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم پر چسپاں کرنا ایک بے دین خارجی کا ہی کام ہو سکتا ہے ۔

پھر تیسری آیت ، لکھوی صاحب نے اپنے مدعا کے اثبات میں یہ پیش کی ہے ۔
" وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ " ٢ھ

ترجمہ :۔ جن کی تم پوجا کرتے ہو اللہ تعالیٰ کے سوا وہ تو گٹھلی کے چھلکے کے بھی مالک نہیں ۔

لکھوی صاحب کا رد تفاسیر کی روشنی میں

مختلف مفسّرین نے اس آیت کی جو تفسیر کی ہے ۔ ملاحظہ ہو ۔

اوّل :۔ " تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ای الاصنام " ٣ھ

دوم :۔ " ای الّذِيْنَ تعبدونها من الاصنام " ٤ھ

سوم :۔ " تدعون من دونه هى الاوثان " ٥ھ

مذکورہ بالا تمام تفاسیر کا مطلب ایک ہی ہے ۔ یعنی " وہ بُت جن کی تم پُوجا کرتے ہو "
معلوم ہوا کہ یہ آیت بھی بتوں اور اُن کے پجاریوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے ۔
اولیاء اللہ سے اس کا کوئی تعلق نہیں ۔

لکھوی صاحب نے سورہ زمر کی یہ آیت " مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى " ٦ھ بھی لکھی ہے اور اس ضمن میں یوں گوہر افشانی کی ہے " پھر جہلِ مرکب

١ھ :۔ تفسیر مظہری اور قرطبی وغیرھا ۔
٢ھ :۔ پ ٢٢ فاطر ١٣ ۔
٣ھ :۔ تفسیر قرطبی ۔
٤ھ :۔ تفسیر مظہری
٥ھ :۔ تفسیر بحر المحیط ۔
٦ھ :۔ پ ٢٣ زمر ٣ ۔

Marfat.com

کا یہ عالم ہے کہ زمانہ نزول قرآن کے مشرکین غیر اللہ کے درباروں، مزاروں، اور صنم خانوں پر حاضری، بتوں اور مدفون ہستیوں سے دعا و فریاد کو عبادت سمجھتے تھے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ان کا یہ اقرار موجود ہے۔ "مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِیُقَرِّبُوْنَا اِلَی اللّٰہِ زُلْفٰی۔" ہم ان کی عبادت صرف اس لیے کرتے ہیں تاکہ ہمیں اللہ تعالیٰ کے قریب کر دیں"۔ مگر آج کا مشرک غیر اللہ سے دعا و پکار کو عبادت ہی نہیں سمجھتا"۔[1]

لکھوی صاحب کے زعم باطل کا رد اسلام کا بنیادی عقیدہ یہ ہے کہ عبادت کے لائق صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ اس کے بغیر کوئی بھی عبادت کا مستحق نہیں۔ اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت کرے گا تو وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے گا۔ مشرکین عرب نے اللہ تعالیٰ کی عبادت قطعاً ترک کی ہوئی تھی۔ وہ کہتے تھے کہ ہم گنہگار اس قابل نہیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں۔ ہم تو فقط ان بتوں کی عبادت کریں گے اور ان کی عبادت سے ہمیں قرب الٰہی نصیب ہوگا۔ امام رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔

لکھوی کی پیش کردہ آیت کی تفسیر کبیر سے وضاحت

امام رازی فرماتے ہیں۔ "حاصل الکلام لعباد الاصنام ان قالوا ان الالٰہ الاعظم اجلّ من ان یعبدہ البشر لکن اللائق بالبشر ان یشتغلوا بعبادۃ الاکابر من عباد اللّٰہ مثل الکواکب و مثل الارواح السماویۃ ثمّ انّھا تشتغل بعبادۃ الالٰہ الاکبر فھٰذا ھو المراد من قولھم مانعبدھم الاّ لیقرّبونا الی اللّٰہِ زُلفٰی"[2]

ترجمہ: "بت پرستوں کے کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ کہتے کہ الٰہ اعظم (سب سے بڑا خدا) کی شان اس سے بلند ہے کہ انسان اس کی عبادت کرے۔ انسان کے لائق یہ ہے

---

[1] :۔ داتا کون ص۶۔ [2] :۔ تفسیر کبیر از امام فخر الدین رازی۔

Marfat.com

کردہ اللہ تعالیٰ کے بڑے بندوں کی عبادت میں مشغول ہو۔ مثلاً، ستارے، آسمانی روحیں اور پھر یہ چیزیں خدا وندِ اکبر کی عبادت میں مشغول ہوں۔ مشرکین کے اس قول کہ "مَا نَعْبُدُهُمْ الآیہ" کا یہی مفہوم و مطلب ہے"

اب الکھوی صاحب اور اُنکے ہمنوا حصولِ دُعا اور توسّل کی غرض سے اولیاء کرام کی خدمت میں حاضری کو بھی اس ضمن میں شمار کرتے ہیں اور حاضر ہونے والوں پر بڑی بے رحمی سے شرک کا الزام لگاتے ہیں۔ وُہ خود ہی انصاف کریں کہ جب کوئی مسلمان کسی ولی یا بزرگ کی خدمت میں حاضر ہو کر دُعا کے لیے عرض کرتا ہے یا کسی مزار پر توسّل کی غرض سے حاضر ہوتا ہے تو کیا وہ اُن کی عبادت کر رہا ہوتا ہے۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ) اور اگر طلبِ دُعا کے لیے بھی کسی کے پاس جانا عبادت اور شرک ہے تو اِن لوگوں کا صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے متعلق کیا فتویٰ ہے۔ جو حضور اکرم رحمت مجسّم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس واطہر میں کبھی بارش کے نزول کے لیے، کبھی بارش کے رُکنے کے لیے، کبھی بیماری سے شفایاب ہونے کیلئے، کبھی دُوسرے مقاصد کے لیے حاضر ہوتے اور دُعا کیلئے عرض کرتے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دُعا کے لیے دستِ مبارک بارگاہ الٰہی میں اٹھاتے تو مشکلیں آسان ہو جاتیں، لاعلاج مریض شفایاب ہو جاتے، طویل خشک سالی کے بعد آنِ واحد میں گھنگھور گھٹائیں برسنے لگتیں اور برستے ہی چلی جاتیں۔

قرآن شریف میں غیر اللہ کو پکارنے کی ممانعت کا صحیح مفہوم و مطلب

قرآن مجید نے جگہ جگہ غیر اللہ کو پکارنے سے منع فرمایا اور پکارنے والوں پر کفر و شرک کا فتویٰ دیا، مثلاً۔ وَلَا تَدْعُ مِنْ دُونِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ فَإِنْ فَعَلْتَ فَإِنَّكَ إِذًا مِّنَ الظّٰلِمِينَ ۝ [1]

ترجمہ: "اور خدا کے سوا کسی ایسے کو نہ پکار جو نہ تمہیں نفع دے اور نہ نقصان پھر اگر

[1] :- پ ۱۱ یونس ۱۰۶۔

تم نے ایسا کیا تو تم ظالموں میں سے ہو گے"۔

اس قسم کی بیسیوں آیات ہیں۔ اب اگر ان آیتوں کو مطلق رکھا جائے تو اس کا مطلب ہوگا، کہ حاضر، غائب، زندہ، مُردہ کسی کو نہ پکارو۔ لیکن یہ معنیٰ خود قرآن پاک کی دُوسری آیات کے بھی خلاف ہیں، کہ قرآن کریم نے فرمایا۔

اوّل:۔ اُدْعُوهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ ۝ [1]

ترجمہ:۔ اُنہیں اُن کے باپوں کی نسبت سے پکارو۔

دوم:۔ وَالرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ فِيْٓ اُخْرٰىكُمْ ۝ [2]

ترجمہ:۔ اور رسُول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) تم کو پچھلی جماعت میں پکارتے تھے۔"

سوم:۔ ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَاْتِيْنَكَ سَعْيًا ۝ [3]

ترجمہ:۔ اے ابراہیم (علیہ السلام) پھر اُن ذبح کیے ہوئے مُردہ جانوروں کو پکارو وہ تم تک دوڑتے آئیں گے۔

اِس قسم کی بیسیوں آیتیں ہیں کہ جن میں زندوں اور مُردوں کو پکارنے کا ذکر ہے۔ پھر ہم نماز میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پکار کر سلام عرض کرتے ہیں۔ یعنی "السلام علیک ایھا النبی و رحمۃ اللہ وبرکاتہ"

لٰہذا ضرورت پڑی کہ ہم قرآن شریف ہی سے پوچھیں کہ ممانعت کی آیتوں میں پکارنے سے کیا مُراد ہے۔ تو قرآن پاک نے ان کی تفسیر یوں فرمائی ہے۔

اوّل:۔ وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ" ۝ [4]

ترجمہ:۔ اور جو کوئی اللہ کے ساتھ دُوسرے معبود کو پکارے جس کی کوئی دلیل اس کے پاس نہیں تو اس کا حساب اُس کے رب کے پاس ہوگا۔

---

[1]:۔
[2]:۔ پ ۴ آل عمران ۱۵۳۔
[3]:۔ پ ۳ البقرہ ۲۶۰۔
[4]:۔ پ ۱۸۔ المؤمنون ۱۱۷۔

Marfat.com

دوم :۔ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰہِ اَحَدًا ۝ [1]

ترجمہ :۔ "اللہ کے ساتھ کسی کو نہ پکارو۔"

اب ان آیتوں نے بتا دیا کہ جن آیتوں میں غیر خدا کو پکارنے سے روکا گیا ہے۔ وہاں اُسے (غیر خدا کو) خدا سمجھ کر پکارنا یا اللہ کے ساتھ ملا کر پکارنا مُراد ہے۔ یعنی پوجنا۔ لہٰذا ان آیتوں کی تفسیر سے تمام ممانعت کی آیتوں کا یہی مطلب ہوگا۔ ایک جگہ قرآنِ پاک میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

تَاللّٰہِ اِنْ کُنَّا لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۝ اِذْ نُسَوِّیْکُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ [2]

ترجمہ :۔ دوزخ میں مشرکین اپنے بتوں سے کہیں گے اللہ کی قسم ہم کھلی گمراہی میں تھے کیونکہ ہم تم کو ربّ العٰلمین کے برابر سمجھتے تھے۔

معلوم ہوا کہ وہ مشرک اپنے بتوں کو خدا کے برابر معبود سمجھتے تھے۔ یوں ہی جہاں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم سے کہلوایا گیا ہے کہ میں اپنے اور تمہارے نفع کا مالک نہیں ہوں۔ وہاں اللہ تعالیٰ کی مرضی کے بغیر ملکیت مُراد ہے۔ اور جہاں فرمایا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غنی کر دیتے ہیں وہاں بعطاءِ الٰہی اور بہ ارادہ الٰہی غنی کرنا اور دینا مُراد ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

اوّل :۔ اَغْنٰھُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ مِنْ فَضْلِہٖ" ۝ [3]

ترجمہ :۔ غنی کر دیا انہیں اللہ نے اور اُس کے رسول نے اپنے فضل سے"۔

دوم :۔ وَلَوْ اَنَّھُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰھُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ [4]

ترجمہ :۔ اور اگر وہ راضی ہوتے اس پر جو انہیں اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے دیا۔

---

[1] :۔ پ ۲۹۔ الجن ۱۸۔
[2] :۔ پ ۱۹۔ الشعراء ۹۷، ۹۸۔
[3] :۔ پ ۱۰۔ التوبہ ۷۴۔
[4] :۔ پ ۱۰۔ التوبہ ۵۹۔

Marfat.com

حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مقبول بندے باذنِ الٰہی مشکل کُشا، حاجت روا اور دافع البلاء ہوتے ہیں۔

سوم :۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰى وَجْهِ اَبِيْ يَاْتِ بَصِيْرًا ج" [۱]

ترجمہ :۔ یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ "میری یہ قمیض لے جاؤ اُسے میرے باپ کے مُنہ پر ڈال دو اُن کی آنکھیں روشن ہو جائیں گی۔

چہارم :۔ فَلَمَّا اَنْ جَآءَ الْبَشِيْرُ اَلْقٰىهُ عَلٰى وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ بَصِيْرًا ج [۲]

ترجمہ :۔ پھر جب خوشخبری سنانیوالا آیا تو وہ قمیص یعقوب علیہ السلام کے مُنہ پر ڈال دی، اسی وقت اُن کی آنکھوں کی روشنی لوٹ آئی۔

پنجم :۔ وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْيِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ [۳]

ترجمہ :۔ عیسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ میں اللہ کے حُکم سے شفا دیتا ہوں، مادرزاد اندھوں اور کوڑھیوں کو اور مُردوں کو زندہ کرتا ہوں۔

ششم :۔ قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا ۝ [۴]

ترجمہ :۔ جبریل علیہ السلام نے حضرت مریم علیہ السلام سے کہا کہ میں تمہارے رب کا قاصد بن کر آیا ہوں تاکہ تمہیں پاک وصاف بیٹا بخشوں۔

ہفتم :۔ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ۝ [۵]

ترجمہ :۔ اے محبوب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اگر یہ مجرم لوگ اپنی جانوں پر ظلم کر کے آپکے پاس آجائیں اور خدا سے مغفرت طلب کریں اور آپ بھی ان کی شفارش کریں تو اللہ کو قبول

---

۱ :۔ پ ۱۳ یوسف ۹۳۔ ۲ :۔ پ ۱۳ یوسف ۹۶۔
۳ :۔ پ ۳ آل عمران ۴۹۔ ۴ :۔ پ ۱۶ مریم ۱۹۔
۵ :۔ پ ۵۔ النسا۔ ۶۴۔

Marfat.com

کرنے والا مہربان پائیں گے۔

ہشتم :۔ اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ هٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّ شَرَابٌ ۝ [۱]

ترجمہ :۔ اے ایوب (علیہ السلام) اپنا پاؤں زمین پر مارو یہ ہے، ٹھنڈا چشمہ نہانے اور پینے کے لیے۔

ایوب علیہ السلام کی بیماری اس طرح دُور فرمائی گئی کہ اُن سے فرمایا گیا کہ اپنا پاؤں زمین پر رگڑو۔ چنانچہ پاؤں کے رگڑنے سے چشمہ پیدا ہوا۔ فرمایا "اِسے پی لو اور غسل کرلو" پینے سے اندرونی تکلیف دُور ہوئی اور غسل سے بیرونی بیماری کو شفا ہوئی۔

معلوم ہوا کہ پیغمبروں کے پاؤں کا دھوون اللہ تعالیٰ کے حکم سے شفا ہے۔ آج آب زمزم اس لیے شفا ہے کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی ایڑی سے پیدا ہوا۔ مدینہ پاک کی مٹی کو خاکِ شفا کہتے ہیں جیسا کہ حدیثِ مبارک سے ثابت ہے کہ "غُبَارُ الْمَدِیْنَةِ شِفَاءٌ مِّنَ الْجُذَامِ"۔ [۲]

کیونکہ یہ مٹی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاؤں مبارک سے مس ہوگئی۔

معلوم ہوا کہ بزرگ باذن اللہ دافع البلاء ہیں اور یہ برکتیں مافوق الاسباب ہیں۔

نہم :۔ قَالَ الَّذِیْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِیْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ اِلَیْكَ طَرْفُكَ ۝ [۳]

ترجمہ :۔ جس کے پاس کتاب کا علم تھا اس نے کہا کہ اس (تخت) کو آپ کے آنکھ جھپکنے سے پہلے آپ کے سامنے لاکر کھڑا کر سکتا ہوں۔

دہم :۔ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِیُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِیْهِمْ ۝ [۴]

ترجمہ :۔ اور اللہ تعالیٰ انہیں عذاب نہیں دے گا کہ آپ ان میں ہیں۔

اور صحیح بخاری کی حدیث میں ہے کہ "یزید بن عبید کہتے ہیں کہ میں نے سلمہ بن اکوع

---

[۱] :۔ پ ۲۳ ص ۴۲ ۔ [۲] :۔ الحدیث وغیرہ ۔
[۳] :۔ پ ۱۹ نمل ۴۰ ۔ [۴] :۔ پ ۹ الانفال ۳۳ ۔

Marfat.com

رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی پنڈلی پر چوٹ کا نشان دیکھا تو میں نے اُن سے پوچھا! اے ابو مسلم یہ کیسی چوٹ ہے۔ (جسکا نشان باقی ہے) اُنھوں نے جواب دیا کہ خیبر کے دن مجھے شدید چوٹ لگی تھی یہاں تک کہ لوگوں نے کہا کہ سلمہ شہید ہوگئے ہیں۔
میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پہنچا۔ (کیونکہ جانتے تھے کہ باذن اللہ تعالیٰ ظاہری و باطنی زخموں اور مصیبتوں کے علاج کا مرکز یہی ہے۔) چنانچہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ السلام نے تین دفعہ دم فرمایا (اور اس دم کی برکت سے) مجھے آج تک کوئی تکلیف نہیں پہنچی"۔[۱]

دیکھا بھائیو! یہ تو نہیں فرمایا کہ میرے پاس کاہے کو آئے ہو میرے پاس کوئی زخموں کا علاج تھوڑا ہی ہے۔ اسی قسم کی بے شمار احادیث مبارکہ ہیں، لیکن یہاں سب کے ذکر کا موقعہ نہیں ہے۔ اختصار کے پیش نظر اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔
یوں ہی اولیاء اللہ کے طفیل مصیبتیں ٹلتی ہیں اور فتح نصیب ہوتی ہے۔ چنانچہ سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے جبّہ مبارک کو بارگاہِ ربّ العزت میں وسیلہ بنایا تو سومنات کا قلعہ فتح ہوگیا۔

حضرت خضر علیہ السلام کا واقعہ قرآن شریف میں ہے کہ جب حضرت خضر علیہ السلام نے اس لڑکے کو مار ڈالا[۲] تو آخر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اپنے اس فعل کی توجیہہ میں فرمایا کہ "فَاَرَدْنَآ اَنْ یُّبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَیْرًا

---

[۱] رواہ البخاری بحوالہ مشکوٰۃ شریف ص ۵۳۳۔ [۲] مصنف کی مراد قرآن پاک میں مذکور اس واقعہ کی طرف ہے جس میں یہ بیان ہوا ہے کہ
ایک مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ خیال آیا کہ اُن سے بڑا عالم اس وقت دنیا میں کوئی نہیں ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اس خیال پر اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا اے موسیٰ اس وقت تجھ سے بڑے ایک عالم (حضرت خضر علیہ السلام) روئے زمین پر موجود ہیں۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی یا اللہ مجھے اُس عالم کی ملاقات سے نواز۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ

Marfat.com

مِّنْہُ زَکٰوۃً وَّاَقْرَبَ رُحْمًا ؕ [1]

یعنی ہم نے یہ ارادہ کیا ہے کہ اس لڑکے کے عوض اللہ تعالیٰ اس کے والدین کو اس لڑکے سے پاکیزگی میں بہتر اور عمدہ سلوک کرنے میں زیادہ قریب مولود عطا فرمائے گا۔"

اس کی تفسیر میں علامہ آلوسی بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تفسیر روح المعانی میں ابن المنذر

[1] :- پ ۱۵ - الکہف ۸۱ -

بقیہ صفحے کا حاشیہ

علیہ السلام کو حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات کا مقام بتا دیا۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس مقام پر پہنچ کر حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات فرمائی اور درخواست کی کہ آپ مجھے اپنی صحبت میں رکھیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اس خواہش پر حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا اے موسیٰ (علیہ السلام) آپ میرے ساتھ نہیں رہ سکیں گے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ آپ مجھے موقعہ دیں میں انشاء اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ رہ سکوں گا۔

حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ ٹھیک ہے میں آپ کو ساتھ رکھ لیتا ہوں مگر اس شرط پر کہ آپ مجھ سے میرے کسی کام کے بارے میں سوال نہیں کریں گے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ مجھے یہ شرط منظور ہے۔ یہ معاہدہ طے کرنے کے بعد دونوں حضرات چلے اور دریا کے کنارے جا کر کشتی میں سوار ہوئے۔ جب کشتی دریا کے درمیان پہنچی تو حضرت خضر علیہ السلام نے اس کشتی کی کچھ تختیاں توڑ دیں۔ جب آپ نے کشتی کی تختیاں توڑیں تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فوراً کہا کیا آپ نے اس کشتی میں سوار لوگوں کو ڈبونے کا ارادہ کر لیا ہے؟ حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا میں نے کہا تھا کہ آپ میرے ساتھ نہیں چل سکیں گے۔ اس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ آپ میری اس بات پر گرفت نہ کریں میں آئندہ محتاط رہوں گا۔ پھر چلتے آگے گئے تو ایک بستی میں ایک بچے کو حضرت خضر علیہ السلام نے ہلاک کر دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فوراً کہا کہ آپ نے ایک بے گناہ کو بغیر کسی وجہ کے قتل کر دیا۔ اس پر پھر حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو متنبہ کیا اور آپ نے معذرت چاہی کہ اگر میں آئندہ ایسی بات کروں تو آپ مجھے علیحدہ فرما دینا۔ پھر ایک مقام پر حضرت خضر علیہ السلام نے ایک بستی والوں سے کچھ کھانے کے لیے مانگا مگر انہوں نے نہ دیا اور اسی بستی میں ایک دیوار گرنے کے قریب تھی کہ

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر)

Marfat.com

اور ابن ابی حاتم کے حوالے سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس لڑکے کے عوض اس کے والدین کو ایک لڑکی عطا فرمائی تھی جس کے بطن سے ایک نبی پیدا ہوئے جن کے طفیل اللہ تعالیٰ نے ایک امت کو ہدایت نصیب فرمائی اور ایک اور روایت میں ابن عباس اور امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ اس لڑکی سے ستر نبی پیدا ہوئے تھے۔[۱]

دیکھ لیا نا کہ ایک ولی کا ارادہ کیا رنگ لایا۔ ہاں بلاشبہ اولیاء کے ارادوں میں اللہ تعالیٰ

حضرت خضر علیہ السلام نے اسے گرا کر دوبارہ تعمیر کر دیا۔ اس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ اگر آپ اس دیوار کو تعمیر کرنے کی مزدوری لے لیتے تو ہم ان پیسوں سے کھانا کھا لیتے۔ اس پر حضرت خضر علیہ السلام نے کہا کہ اب آپ نے تیسری بار سوال کر دیا ہے لہٰذا اب آپ میرے ساتھ نہیں رہ سکتے ہاں جو تینوں واقعات پیش آئے ان کی حکمتیں سن لو اول جو میں نے کشتی کی تختیاں توڑی تھیں اس میں یہ حکمت تھی کہ وہ کشتی بالکل نئی تھی اور کچھ غریب لوگوں کی روزی کمانے کا ذریعہ تھی جبکہ وہاں ایک ظالم بادشاہ اچھی کشتیاں لوگوں سے چھین لیتا تھا میں نے اسے عیب دار بنا دیا۔ اب جب وہ بادشاہ آئے گا تو اسے ٹوٹی ہوئی سمجھ کر چھوڑ دے گا۔ اور وہ لوگ اس کی مرمت کر کے دوبارہ اپنا کام چلا سکیں گے۔ دوسرے جو میں نے بچے کو ہلاک کیا تھا اس میں یہ حکمت تھی کہ اس بچے کے ماں باپ بہت نیک اور صالح تھے جبکہ اس نے بڑا ہو کر ان کو تنگ کرنا تھا اور بے دین کر دینا تھا۔ اب اللہ تعالیٰ اس کے عوض انہیں ایک نیک اور صالح اولاد عطا فرمائے گا۔ تیسرے جو میں نے دیوار تعمیر کی۔ وہ دو یتیم بچوں کی ملکیت تھی۔ ان بچوں کے باپ نے اس دیوار کے نیچے خزانہ اور حکمت کی باتیں چھپائی ہوئی تھیں تاکہ جب یہ بچے جوان ہوں تو اسے حاصل کر سکیں۔ اب اگر وہ گر جاتی تو وہ بچے ان چیزوں سے محروم رہتے۔ یہ تھیں حکمتیں میرے ان کاموں کو کرنے کی۔ اس کے بعد دونوں حضرات علیحدہ ہو گئے۔ (ادارہ)

[۱] روح المعانی جلد ۱۶ صـ۱۲۔

Marfat.com

نے بہت تاثیر رکھی ہے۔ صحیح بخاری میں ایک حدیث قدسی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندوں کے ہاتھ پاؤں نظر اور زبان بن جاتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ خدا کی طاقت ان کے اعضا پر ظاہر ہوتی ہے۔ جس کی وجہ سے وہ عجیب اور انوکھے کام کر گزرتے ہیں۔ صحیح بخاری کی اس حدیث مبارک کے الفاظ یہ ہیں۔

وَلَا یَزَالُ عَبْدِی یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اُحِبَّہٗ فَاِذَا اَحْبَبْتُہٗ کُنْتُ سَمْعَہُ الَّذِی یَسْمَعُ بِہٖ وَبَصَرَہُ الَّذِی یُبْصِرُ بِہٖ وَیَدَہُ الَّتِی یَبْطِشُ بِھَا وَرِجْلَہُ الَّتِی یَمْشِی بِھَا وَلَئِنْ سَأَلَنِی لَاُعْطِیَنَّہٗ وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِی لَاُعِیْذَنَّہٗ ۔ [1]

ترجمہ: یعنی بندہ ہمیشہ نوافل کے ذریعہ سے میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ میں اس کو اپنا محبوب بنا لیتا ہوں، پھر جب اس کو محبوب بناتا ہوں تو میں اس کے کان بن جاتا ہوں جن کے ساتھ وہ سنتا ہے، اور اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس کے ساتھ وہ دیکھتا ہے، اور اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جن کے ساتھ وہ حملہ کرتا ہے (پکڑتا ہے) اور اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جن کے ساتھ وہ چلتا ہے۔ اور اگر وہ مجھ سے کوئی سوال کر بیٹھے تو میں ضرور ضرور اس کو دیتا ہوں اور اگر وہ مجھ سے پناہ مانگے تو ضرور ضرور اس کو پناہ دیتا ہوں۔

اب میں لکھوی صاحب سے کہتا ہوں۔

کہ وہ بخاری شریف کی اس مذکور حدیث پاک کے ظاہری [2] معانی کو تسلیم کرکے حدیث مبارک کو مانیں اور صحیح بخاری کے ساتھ اپنی عقیدت کا ثبوت فراہم کریں۔ ہاں شاباش! الس

---

[1]: بخاری شریف بحوالہ مشکوٰۃ شریف صفحہ ۱۹۷۔ [2]: لکھوی صاحب فرقہ ظاہریہ سے تعلق رکھتے ہیں، جو کہ قرآن و حدیث کے بس ظاہری الفاظ پر اعتقاد رکھتا ہے اور اس کی تاویل و توجیہہ کا قائل نہیں اور ان کے اس نظریہ کی جھلک اسی کتابچہ میں ان کی پیش کردہ آیات سے خود انکے اخذ کردہ مفاہیم میں دیکھی جا سکتی ہے۔

Marfat.com

جلدی سے اعلان کر دیجئے کہ نیک کام میں دیر کا ہے کی۔ اور اگر وہ ایسا نہ کریں بلکہ اس کی تاویل تلاش کرنے لگیں تو پھر اُن کو اپنی ساری روش پر نظرِ ثانی کرنا ہوگی۔ اب تو اُن کی بے راہ روی اور تجاوز کا یہ عالم ہے کہ (نعوذ باللہ) حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اُنھوں نے ہبل بُت کا نام دیا ہے۔ خاکش بدہن۔

لقب گنج بخش کی حقیقت روایات تاریخی کی رُو سے حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے ایک شعر میں حضور جناب داتا صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو گنج بخش کے لقب سے یاد فرمایا ہے۔ اور لکھوی صاحب نے جو داتا صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول نقل کیا ہے کہ ”میں تو کسی چیز کا بھی مالک نہیں ہوں“۔ یہ تواضع پر مبنی ہے۔ اللہ والے نوازشات خداوندی پر کبھی اُترایا نہیں کرتے بلکہ تواضع کو اظہار کیا کرتے ہیں۔ حضور جناب داتا صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی گنج بخشی روحانی اور عطائی ہے نہ کہ حقیقی اور لکھوی صاحب اس لقب کی مخالفت کر کے ایک ولی کامل کی مخالفت کر رہے ہیں یعنی حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زبان کو جھٹلا رہے ہیں جو کہ ایک ولی کامل سے لڑائی اور دُشمنی کے مترادف ہے۔ جبکہ حدیث قدسی میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ: ”مَنْ عَادٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ آذَنْتُہٗ بِالْحَرْبِ“۔[۱]

یعنی جو میرے ولی کے ساتھ دُشمنی رکھے تو میں اُس کو اعلان جنگ کرتا ہوں۔

لکھوی صاحب نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے آگ میں ڈالے جانے کے موقعہ پر فرشتہ سے مدد نہ مانگنے کا بھی ذکر کیا ہے۔[۲]

لکھوی صاحب کے اس دھوکے کی حقیقت تاریخ میں لکھا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے اس موقع پر خدا سے بھی سوال نہیں کیا تھا اور جبرئیل علیہ السلام کے بارگاہِ الٰہی سے التجا کرنے کی طرف توجہ دلانے پر فرمایا تھا ”علمہٗ بحالی حسبی عن سوالی“۔ یعنی اس (اللہ تعالیٰ) کا میرے حال کو جاننا ہی کافی

---

[۱]: حدیث قدسی۔ [۲]: داتا کون ص ۱۱ کا حاشیہ ملاحظہ فرمائیں۔

Marfat.com

ہے سوال کی ضرورت ہی نہیں۔

تو اگر ابراہیمی موقف کی تڑپ ہے تو پھر خدا کے علم کو کافی خیال کرتے ہوئے اُس سے بھی نہ مانگا کریں۔ جبکہ حال تو یہ ہے کہ لکھوی صاحب کے ممدوح نواب صدیق خاں صاحب بھوپالی اپنے قصیدہ عنبریہ میں لکھتے ہیں۔ ے

مَالِیْ سِوَاکَ مُسْتَغَاثٌ فَارْحَمَنْ — یَا رَحْمَۃً لِلْعَالَمِیْنَ بُکَالِیْ [1]

یعنی یا رحمۃ للعالمین آپ کے سوا میرا کوئی فریاد رس نہیں ہے۔ سو رحمت فرمایئے اور میرا رونا دیکھیئے۔

لکھوی صاحب سے اور بھی بہت سی باتیں کرنا تھیں مگر فی الحال اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔ وَاللّٰہُ تَعَالٰی اعلم بالصواب و علمہ اتم و احکم وھو ھادٍ الٰی سبیل الرشاد۔

المرقوم ۲۸ محرم الحرام ۱۴۰۹ھ

مطابق ۲۲ اگست ۱۹۸۸ء

دعاجو غلام محمود کان اللہ

---

[1]: قصیدہ عنبریہ۔

دشمنِ احمد پہ شدت کیجئے　　ملحدوں کی کیا مروت کیجئے

ذکر اُن کا چھیڑیئے ہر بات میں　　چھیڑنا شیطاں کا عادت کیجئے

مثلِ فارس زلزلے ہوں نجد میں　　ذکرِ آیاتِ ولادت کیجئے

غیظ میں جل جائیں بے دینوں کے دل　　یا رسول اللہ کی کثرت کیجئے

کیجئے چرچا اُنہیں کا صبح و شام　　جانِ کافر پر قیامت کیجئے

آپ درگاہِ خدا میں ہیں وجیہ　　ہاں شفاعت بالوجاہت کیجئے

حق تمہیں فرما چکا اپنا حبیب　　اب شفاعت بالمحبت کیجئے

اذن کب کا مل چکا اب تو حضور　　ہم غریبوں کی شفاعت کیجئے

ملحدوں کا شک نکل جائے حضور　　جانبِ مہ پھر اشارت کیجئے

شرک ٹھہرے جس میں تعظیمِ حبیب　　اُس بُرے مذہب پہ لعنت کیجئے

ظالمو محبوب کا حق تھا یہی　　عشق کے بدلے عداوت کیجئے

والضحیٰ حجرات الم نشرح سے پھر　　مومنو اتمامِ حجت کیجئے

بیٹھتے اُٹھتے حضورِ پاک سے　　التجا و استعانت کیجئے

یا رسول اللہ دہائی آپ کی　　گوشمالی اہلِ بدعت کیجئے

غوثِ اعظم آپ سے فریاد ہے　　زندہ پھر یہ پاک ملت کیجئے

یا خدا تجھ تک ہے سب کا منتہیٰ　　اولیاء کو حکمِ نصرت کیجئے

میرے آقا حضرت اچھے میاں　　ہو رضا اچھا وہ صورت کیجئے

○

Marfat.com

خبردار سنیوں ہوشیار

آگیا

دوسرا مودودی

آگیا

قادریت کا لبادہ اوڑھ کر

قرآن کی منہاج کا لیبل لگا کر

Marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جل جلالک یا اللہ

صلی اللہ علیک وسلم یا رسول اللہ

سوادِ اعظم اہلسنت وجماعت کا مستند صحیح ترجمہ قرآن اور تفسیر

کنز الایمان شریف

بے ادبی و بے حرمتی سے مبرا بے نظیر ترجمہ بے عدیل تفسیر

ترجمہ: امام اہل سنت مجدد دین و ملت اعلیٰ حضرت
شاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی قدس سرہٗ

تفسیر: صدر الافاضل حضرت علامہ نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ خریدتے وقت "کنز الایمان" کا نام ضرور یاد رکھیں

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یا اللہ جل جلالہٗ

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سوادِ اعظم اہلِ سنت وجماعت کا مستند صحیح ترجمہ قرآن اور تفسیر

کنزالایمان الاشرف

بے ادبی و بے حرمتی سے مبرا بے نظیر ترجمہ بے عدیل تفسیر

ترجمہ: امام اہل سنت مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت
شاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی قدس سرہٗ

تفسیر: صدر الافاضل حضرت علامہ نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ خریدتے وقت "کنزالایمان" کا نام ضرور یاد رکھیں

Marfat.com